سوال

(235) ضروریات سے زائد مال حکومت کی ملکیت ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں ایک پروفیسر نے نظام اشتراکیت کی تائید میں سورۂ بقرہ کی آیت کا حوالہ دیا کہ ضروریات سے زائد تمام مال حکومت کی ملکیت ہے اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے موقف کا بھی حوالہ دیا۔ اس کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

نظام اشتراکیت کے سلسلہ میں جس آیت کا حوالہ دیا ہے وہ حسب ذیل ہے:

''لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کریں، ان سے کہہ دیں کہ جو کچھ بھی ضرورت سے زائد ہو، وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔'' [۲/البقرہ: ۲۱۹]

لیکن یہ آیت کریمہ نفلی صدقات کی آخری حد ہے اور صدقہ کی کم ازکم حد فرضی صدقہ زکوٰۃ ہے جو کفر اور اسلام کی سرحد پر واقع ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان صدقہ کی کم ازکم حد ادا نہ کرے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی لوگوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔ ان دونوں حدوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے اور اہل خیر جتنی چاہیں نیکیاں کماسکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے ہاں اشتراکی ذہن رکھنے والے حضرات نے قرآنی آیات میں ''العفو'' کے مفہوم کو بہت غلط معنوں میں استعمال کیا ہے، اشتراکی نظریہ کے مطابق ہر چیز کی مالک حکومت ہوتی ہے اور اس قسم کی حکومت میں انفرادی ملکیت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی کی ذاتی ملکیت ہی نہ ہو تو وہ پس انداز کیا کرے گا اور خرچ کیا کرے گا اور انفاق کے متعلق کیا پوچھے گا؟ گویا جس آیت سے اشتراکی نظریہ کشید کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہی آیت اس نظریہ کی تردید پر بڑی واضح دلیل ہے کیونکہ آیت سے واضح ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے خود اپنے اموال کے مالک تھے اور اپنی مرضی سے ہی ان اموال میں تصرف کرنے کا حق رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کے موقع پر یہ سوال کیا تھا جبکہ اس کے لئے مصارف کی شدید ضرورت تھی، ایسے حالات میں مسلمانوں کی تربیت کی گئی کہ وہ اپنے اختیار وارادہ سے اگر سارا مال دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، لیکن اس کے برعکس اگر کوئی سارا مال نہیں دے سکتا تو اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی جبکہ اشتراکیت بالکل اس کے برعکس ہے جو حالات جنگ کے بغیر عام حالات میں بھی لوگوں کو حق ملکیت سے محروم کردیتا ہے، لہٰذا اس آیت کریمہ میں نظریہ اشتراکیت کشید کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سورۂ توبہ کی ایک آیت کے پیش نظر یہ موقف رکھتے تھے کہ ضروریات سے فالتو سرمایہ رکھنا شرعاً درست نہیں ہے بلکہ وہ کنز کے حکم میں ہے جس کے متعلق قرآن میں سخت وعید آئی ہے۔ دراصل حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتے جس میں سخت حکم ہوتا تھا تو اسے اپنی قوم کو پہنچادیتے۔ اس کے متعلق کچھ نرمی آجاتی لیکن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پہلے حکم پر ہی عمل پیرا رہتے، جیسا کہ مال جمع کرنے کے متعلق ان کا موقف ہے۔ اس سلسلہ میں

جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا۔ [فتح الباری، ص: ۳۴۵، ج ۳]

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اعرابی نے سوال کیا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں المناک عذاب کی خبر دیں۔'' [۹/توبہ: ۳۴]

اس قرآنی آیت کا کیا مطلب ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ جس نے مال جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی اس کے لئے ہلاکت ہے۔ آیت میں مذکورہ وعید زکوٰۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھی، جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اموال کی پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا۔ [صحیح بخاری: ۱۴۰۴]

بہر حال قرآنی آیت اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے موقف سے اشتراکی نظریہ کی قطعاً تائید نہیں ہوتی ہے۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:261